تفسیر القاء الرحمٰن

ترجمہ

تفسیر الہام الرحمٰن

(بارھویں قسط)

جب ایمان والوں نے ان یہود کو پہچان لیا تو ان سے مخاصمت اور منازعت پر آمادہ ہو گئے لیکن مصلحت دنیویہ اس سے ان کو روک رہی تھی اس لئے ان کو حکم ہوا۔

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط ۱۰۹ — تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا کوئی حکم صادر فرمائے۔

یعنی جب امر خداوندی آجائے یعنی جہاد اور خصومت کا وقت آجائے اس وقت تک صبر کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

اس کے بعد ان کو اپنی جماعت کو مضبوط کرنے کا حکم دیا کہ اس وقت تمہارا کام یہ ہے کہ تم اپنی جماعت کو مضبوط بناؤ اور اس تول میں

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۱۱۰ — اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے بھیج دوگے خدا کے ہاں چل کر موجود پاؤگے بے شک اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

یہود کا بنی اسرائیل نے سامنے دعویٰ پیش کیا کہ

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ

اور یہود کہتے ہیں یہود کے سوا اور نصاریٰ کہتے ہیں نصاریٰ کے سوا کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔

مسلمان فرقوں کا دعویٰ

اور یہ ایسا ہی ہے کہ مسلمانوں کا ہر فرقہ دعویدار ہے کہ ہم ہی نجات پانے والے ہیں اور وہ وعدہ جو مؤمنوں سے دخولِ جنت کا کیا گیا ہے اس سے مراد ہم ہی ہیں۔ کوئی دوسرا فرقہ اس کا حقدار نہیں ہے۔

اسی طرح یہ دونوں ملتیں جو احبارِ توراۃ کی مدعی تھیں ان کا دعویٰ تھا کہ ہم ہی حق پر ہیں اس دعویٰ کا بطلان اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب ان سے حجت طلب کی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۱۱﴾

یہ ان کے اپنے خیال بنا رکھے ہیں اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو اگر سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔

ان سے مطالبہ کیا جائے کہ اس پر تم دلیل لاؤ کہ تم ہی حق پر ہو ورنہ ہر آدمی کا اس بارے میں اپنا خاص نظریہ ہوتا ہے جس سے اس کو تعلق ہوتا ہے۔

تنبیہ

(اہلِ مصر بھی بتوسط سید جمال الدین افغانی امام ولی اللہؒ کے پیرو ہیں)

آج مسلمان بھی بعینہٖ اسی مصیبت میں گرفتار ہیں اور ہر جماعت کا اعتماد ان احادیث پر ہے جو کتب اہلِ سنت میں مروی ہیں اور ان کے نظریئے کے مطابق احادیث ثقہ اور صحیح لیکن یہ احادیث اس وقت ان کو نفع نہ پہنچائیں گی۔ جب خصم سامنے پوری قوت سے ڈٹ جائے۔ ان پر تو واجب یہ تھا کہ اس کتاب پر اعتماد و بھروسہ کرتے جو تمام مسلمانوں کے نزدیک مستند ہے لیکن مسلمان اس پر غور و تدبر اس وقت کر سکتے ہیں جبکہ امام ولی اللہؒ کی اتباع کریں۔

اور مصری لوگ جو قرآن پر غور و تدبر کرتے ہیں امام ولی اللہ کی جماعت سے باہر نہیں ہیں۔ مصری لوگ

بھی امام ولی اللہؒ کی جماعت میں بتوسط علامہ سید جمال الدین افغانیؒ جنھوں نے ان کو پیدا کیا ہے داخل ہیں (۱)

قولہ تعالیٰ

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۱۱۲

خدا کا فرمان!

بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور نیکو کار بھی ہے تو اس کے لئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں موجود ہے اور آخرت میں ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے۔

توراۃ عام طور پر صحیفہ ابراہیم کا نام ہے۔ توراۃ کا پہلا صحیفہ تکوین ہے اور یہی صحیفہ ابراہیم ہے۔ خدا نے حضرت ابراہیم کے دین کی اتباع کا حکم دیا ہے اور نجات اسی کے نصیب میں ہوگی جو دین ابراہیمی کی اتباع کرے گا اور کتاب اللہ کے حکم کے جو نبی ہے خواہ وہ یہودی ہوں یا نصرانی ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا اختلاف حنفاء اور صابئہ میں ہے اور یہ اختلاف ایسا ہے کہ قیامت تک اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اور اسی بنا پر یہ سزاوار ہے کہ اصل کی طرف رجوع کیا جائے جو دین ابراہیم ہے اور خصوصیات مذہب کے اختلافات کو قطعاً ترک کر دیا جائے لیکن اگر یہود و نصاریٰ دین ابراہیم کی تعین کر لیں اور دونوں متفق ہو جائیں تو ان کا یہ اتفاق ایک حجت ہوگا۔ لیکن ایسا ہونا قیامت سے پہلے ممکن نہیں ہے پس اصل دین

---

(۱) ۱۸۳۸ء سنہ ۱۸۹۸ء میں اسعد آباد افغانستان میں پیدا ہوئے۔ مشرق و مغرب میں خوب گھومے اور اپنی ثقافت کے ذریعہ وحدت اسلامیہ کی دعوت دی۔

سید جمال الدین افغانی کی سوانح حیات ایک مستقل کتاب کی صورت میں لکھ چکے ہیں جو اب تک طبع نہیں ہوئی ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

مصر و شام کے بڑے بڑے علما سید جمال الدین افغانی کے شاگرد تھے۔ خصوصاً مفتی محمد عبدہ مصری تو ہر سفر و حضر میں سید صاحب موصوف کے ہمراہ رہے۔ پیرس سے سید صاحب نے عربی میں رسالہ عروہ الوثقی جاری کیا تو ادارۂ تحریر مفتی محمد عبدہ کو قرار دیا۔ گو رسالہ کے ۱۸ نمبر نکلنے پائے تھے کہ حکومت فرانس نے اس کو بند کرا دیا تھا۔ رسالے کے سیاسی مقالات اس قدر زوردار ہوتے تھے کہ یورپ کو تہلکہ میں ڈال دیا تھا۔ یہ رسائل ہمارے پاس موجود ہیں۔ الحاج مولانا محمد اسمٰعیل گودھروی کان اللہ لہ۔

کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور اصل دین دین ابراہیم ہے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۱۱۳

اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کچھ نہیں ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کا مذہب کچھ نہیں ہے حالانکہ وہ دونوں فریق کتاب الٰہی کو پڑھنے والے ہیں اسی طرح ان ہی کی سی باتیں، وہ مشرکین عرب بھی کہا کرتے ہیں جو خدا کے احکام و حکم کچھ بھی نہیں جانتے تو جس بات میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان میں اس کا فیصلہ کر دیگا۔

جو لوگ کتاب کو نہیں جانتے اس سے مراد یہاں صائبہ ہیں اس کو اہل مکہ پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں نزاع حنفاء اور صائبہ ہی کے درمیان ہے۔

دوسرا مسئلہ

مسئلہ قبلہ کے متعلق بحث و مناظرہ

یہود و نصاریٰ جہت قبلہ میں مختلف ہیں باوجود اس کے یہ یہود و نصاریٰ اور ان کے پیرو دوسروں پر اپنی اپنی جہات قبلہ واجب ولازم کہتے ہیں۔ اور اس سے ان کا مقصد یہی ہے کہ مسجد حرم کی مرکزیت کو فاسد اور خراب کر دیں حالانکہ مسئلہ قبلہ ملت کے فرعی مسائل میں سے ہے کوئی اصولی مسئلہ نہیں ہے کہ جس کا ترک کرنا کسی حال میں جائز نہ ہو۔ اس مسئلہ کو ملت کا اصولی مسئلہ گردانا صرف اس لئے ہے کہ مسجد حرام کی مرکزیت کو مٹا دیں۔ اور فاسد کر دیں بلکہ تمام ملل کی مساجد جو روئے زمین پر موجود ہیں تمام کو باطل اور فاسد کر دیں۔

تمام مساجد کا احترام واجب ہے

بحث اگرچہ مسجد حرام سے ہے مگر جو کلمہ عموی آگے آتا ہے وہ تمام مساجد کو شامل ہے جو مساجد

ذکر خدا کے لئے بنائی جائیں اور تمام ملتوں کی مساجد کا احترام واجب ولازم گردانتا ہے اور اسی کی طرف خدا کا یہ قول اشارہ کرتا ہے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَّدْخُلُوْهَآ إِلَّا خَآئِفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ١١٤

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں خدا کا نام لئے جانے سے منع کرے اور ان کی بے رونقی کے درپے ہے وہ لوگ خود اس قابل نہیں کہ وہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر ڈرتے ڈرتے، ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی بڑا بھاری عذاب ہے۔

خدا کا قول:

مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ — جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کا نام لینے سے منع کرتے ہیں۔

اس کے ضمن میں وہ تمام مسجدیں آجاتی ہے جو روئے زمین پر سب سے پہلے بنی ہے اور یہ کلمہ عام ہے یعنی تمام مسجدوں کو شامل ہے۔ اس کلمہ اور جملہ کی ہمیں قدر کرنا چاہئے۔ ہم مسلمانان ہند کی جہالت سے اچھی طرح واقف ہیں اسی طرح ہم ان کی جہالت کے انجام سے بھی واقف ہیں۔ مسلمانوں کی جہالت مسلمانان ہند کی ترقی کی رکاوٹ میں بہت بڑا سبب ہے، مسلمانوں نے معابد ہنود کی کوئی رعایت نہیں کی نہ ان کا احترام ملحوظ رکھا اور ابتدا دن سے جبکہ ان کی حکومت قائم ہوئی اس وقت یہ طریقہ ان میں رائج اور جاری ہے اور یہ بسبب [illegible] فقہاء کی جہالت اور تعصب حماقت کے ایسا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے صرف یہ سمجھا کہ قابل اعتبار اور اہم امتوں اور دینوں میں یہودیت اور نصرانیت اور اسلام ہے دوسرے ادیان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے معابد ہنود اور ان کی مسجدوں کا احترام نہ کیا۔ اور جبکہ مسلمانوں کی حکومت ختم ہوگئی اور ہندو اس کا انتقام ہم سے لے رہے ہیں کہ ان سے معابد ہم نے توڑے ہیں یا ان کو دوسرے معابد سے تبدیل کر دیا گیا ہے اور پھر یہ جاہل اور غبی اصحاب نفس و ہوا مسلمان ان ہنود سے لڑ رہے ہیں اور بغیر اسلحہ اور ہتھیاروں کے لڑ رہے ہیں۔ بغیر کسی نظام کے لڑ رہے ہیں اور اس خیال سے لڑ رہے ہیں کہ مسلمانان عالم ان کی امداد و اعانت کریں گے۔

اس سخت جہالت نے مسلمانوں کے اجتماع اور امور دینیہ کو فاسد اور برباد کر دیا جن کی اصلاح آج ممکن تھی نا ممکن و محال کر دی۔

عرب مسلمانوں میں بہت سے معابد جو جاہلیت کے زمانے میں اصنام پرستی کی غرض سے بنے تھے زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجدوں میں منتقل کئے گئے تھے اور آپ کے بعد بھی منتقل کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ سب کے سب اس قوم اور قبیلے کے اسلام لانے کے بعد اسی قوم اور قبیلہ کے ہاتھوں ایسا ہوا ہے۔

اس سے زیادہ ادیان اور حکمت ملیہ سیاسیہ سے کون جاہل ہو سکتا ہے جو جاہل فقہاء نے کیا۔ جنھوں نے دوسری قوم دوسری امت پر غلبہ پانے کے بعد ان کے معابد پر جبراً قہراً قبضہ کر لیا اور ان کو مسجدوں میں تبدیل کر لیا اور خیال کرنے لگے کہ یہ خدمت دین ہے۔

کیا ان لوگوں نے کتاب اللہ کو نہیں پڑھا خدا فرماتا ہے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔

اور تم ان لوگوں کو برا بھلا نہ کہو جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کو بلا علم کے برا بھلا کہیں۔

کیا یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک میں اس کی ایک مثال بھی پیش کر سکتے ہیں[1]

اس لئے ہم ان ملوک وسلاطین اور فقہاء متعصبین کے اس کام کو اچھا نہیں سمجھتے۔

اسی جہالت کے مرتکب فتح استنبول کے وقت ترک ہوئے کہ انہوں نے کنیسۂ ایا صوفیا کو مسجد میں تبدیل کر دیا تھا آج جس کو واپس کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں تو ملوک وسلاطین اور جاہل فقہا، متعصبین کے اعمال اسلام کے کندھوں پر نہیں لادا جا سکتا۔ اس کی مسئولیت اسلام پر عائد نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صریح نص موجود ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ۔

اگر اللہ کی لوگوں مدافعت لوگوں کو بعض سے بعض کو نہ ہو تو صومع اور گرجے اور نمازیں اور مسجد جن میں خدا کا ذکر کیا جاتا ہے ڈھا دیئے جاتے۔

اسلام ہر مسجد کے لئے جس کی بنیاد ذکر خداوندی کے لئے ہو احترام کا حکم دیتا ہے اور جس قدر بڑے

---

(۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اس قسم کی تبدیلی کہ اس قوم کے اسلام لانے سے قبل اس قسم کی تبدیلی کی گئی ہو نہیں ملتی۔ ابوسعید سندھی۔

زمین پر معابد اور عبادت خانے ہیں ان کے متعلق اس کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ	اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ کی مسجدوں میں ذکر کرنے سے منع کرتا ہے۔

یہ جملہ ایسا ہے کہ ہر ملت کی مسجد میں خدا کا ذکر ہوتا ہو اس کو شامل ہے اور قول خداوندی:

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا	یہی لوگ ہیں کہ جن کے لئے ان میں ڈرتے ہوئے داخل ہونا چاہیئے۔

یعنی ان کی مسجدوں میں داخل نہ ہوں اِلَّا خَآئِفِيْنَ ڈرتے ہوئے داخل ہوں، یہ اس لئے فرمایا کہ زمانہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اور حالات و امور بدلتے رہتے ہیں۔ خدا کا ایک زبردست قانون ہے۔

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ	اور یہ دن جس کو ہم لوگ میں لوٹ پھیر کرتے رہتے ہیں۔

اور خدا کا یہ قول:

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ	ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے۔

جبکہ یہ لوگ یہود کی طرح جانتے ہوں۔ لیکن ہم اکثر اہل صلاح کی جہالت سے واقف ہیں کہ خدا کے اوامر اور اس کی نواہی سے بے خبر اور جاہل ہیں۔ ہم خدا کی جناب سے ان کے لئے مغفرت چاہتے ہیں۔

اب ہم مسئلہ۔ تعیین جہت قبلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تعیین جہۃ، بالنفس قبلہ کے متعلق ادیان میں کوئی اصل نہیں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ توجہ خطیرۃ القدس کی طرف پہلے سے زیادہ ہو اور بالواسطہ خطیرۃ القدس اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ پس جو شخص اخلاص نیت سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تو خطیرۃ القدس اس سے کہیں زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے اس کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

اذا تقرب الی العبد شبرا تقربت الیہ ذراعا واخجاء الی ما	جب ایک بندہ ایک بالشت بھر میرے قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب آتا ہوں۔

فیا جئت الیہ ھرولۃً (اوکما قال) (۱) — اور جب وہ چل کر میرے پاس آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس جاتا ہوں

اور اسی طرف اس قول خداوندی میں اشارہ ہے:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۱۱۵ — اور مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے تو جہاں کہیں منہ کرو ادھر ہی کو اللہ کا سامنا ہے۔ بے شک اللہ بڑی گنجائش والا ہے۔

یعنی تمام جہات خدا کے نزدیک یکساں ہیں اور تعیین قبلہ تنظیم کی غرض سے ہوئی ہے جو امام ملت کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ یہ تعیین ایسی ہے کہ جیسی کسی بازار کی تعیین کہ لوگوں کو تجارت میں آسانی ہو تو حظیرۃ القدس کی طرف قدرت و استطاعت اور علم کے بموجب سہل و آسان ہو جائے لیکن جب جہت معلوم نہ ہو نہ تعیین جہۃ معلوم کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ تو اس حکم کے خلاف ہو جائے تو مواخذہ نہ ہوگا تو جو شخص ہر حال میں توجہ الی القبلہ واجب گردانتا ہے۔ جہۃ کو بھول جائے یا جہۃ قبلہ معلوم کرنے سے عاجز ہو تو اس نے اپنی مسجد کے سوا تمام مساجد کو باطل کر دیا اور یہ ایک نطیح قسم کی غلطی ہے جس پر خدا نے تنبیہ فرمائی۔ اور یہی خطا اور غلطی ہے کہ رحمت خداوندی کو جو نہایت وسیع ہے ایک جہۃ میں محصور کر دیا اور ایک ہی آدمی کو قرب خداوندی کے لئے متعین کر دیا ہے اور اسی کی طرف خدا کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۱۱۶ — اور یہ لوگ کہتے ہیں خدا اولاد رکھتا ہے حالانکہ وہ اس بکھیڑے سے بالکل پاک ہے بلکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اس کے محکوم ہیں۔

حضرت عیسیٰ کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک آدمی تھے قرب الٰہی حاصل کیا لیکن عیسائیوں نے تمام اقسام تقرب کو حضرت عیسیٰ کی ذات سے مخصوص کر دیا اور ساری انسانیت کو ظلمات میں مبتلا کر دیا اور کہنے لگے جو لوگ اس ولد "بیٹے" کی اتباع نہیں کرے گا اس کے لئے جنت اور نجات نہیں ہے

---

(۱) یہ حدیث بخاری، مسلم اور ترمذی میں مروی ہے (دیکھو تیسیر الوصول ج ۱ ص ۱۵)

اور اللہ تعالیٰ کا قول "سبحانہ" کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ، پاک اور بری ہے اور خدا پر کسی مخلوق کا حکم نہیں چل سکتا۔

ان لوگوں نے اثبات ولدیت کرکے ان میں سے ایک کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور اس کا مرتبہ اور درجہ اس کی حیثیت سے زیادہ بڑھا دیا اور خدا کو یہ پسند نہیں۔ نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کا "ولد" "بیٹا" ہو۔ ان لوگوں کا قصد و ارادہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کا حکم خدا پر جاری ہو۔ اور اس طرح خدا حضرت عیسیٰؑ کا حکم مانیں جس طرح ایک والد اپنی اولاد کا حکم مانتا ہے۔ اور یہ سخت ترین گمراہی ہے جس کے بعد کوئی دوسری گمراہی نہیں ہو سکتی اور اسی کی طرف خدا کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔

بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۱۱۶	اور اسی کا جو آسمان و زمین میں ہے ہر چیز اس کی محکوم ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کس طرح اس کو قبول کرے گا یہ قانتین اس پر حکم کریں۔ یہ کس طرح جائز ہوگا؟

اس کے بعد یہ لوگ اپنے نظریات و توضیحات اور معذرات بارده پیش کرنے لگے۔ کہنے لگے ہم نے اس کو ولد اور بیٹا اس لئے بنایا اور خدا کی طرف اس کو اس لئے منسوب کیا کہ اس کی خلقت عجیب و غریب ہے جس کی نظیر نہیں ہے پس ان نظریات و توضیحات اور عذرات کی تردید کرتا ہے اور اس کی تردید کی طرف اشارہ ہے۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۱۱۷	اس نادر آسمان و زمین کا موجد ہے اور جب کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے تو اس کی نسبت زما دیتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

اور اسی لئے آسمان و زمین پر اس کا حکم نافذ ہے۔ اس کے تمام حکم عجیب و غریب ہیں۔ اور یہود و نصاریٰ نے خصوصیت مکان اور خصوصیت آدمی میں غلو کیا۔ جس سے ان کی غرض یہ تھی اگر ان میں تقرب الٰہی کی استعداد و صلاحیت نہیں ہے تو یہ آدمی کا دامن پکڑ لیں اور اس مخصوص مکان کو پکڑ لیں اور اس سے لٹک جائیں اور رحمت الٰہی حاصل کر لیں اور مقرب خدا بن جائیں اور اللہ تعالیٰ سے فوز و فلاح پالیں اور یہ ایک جہل و ضلالت ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ

اور مشرکین عرب جو احکام الٰہی کچھ نہیں جانتے کہتے ہیں خدا خود ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا ہمارے پاس کوئی نشانی جیسی ہم فرمائش کریں کیوں نہیں آئی۔

یعنی اپنی جہالت وبے علمی کی وجہ سے انبیاء کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور یہ نہیں دیکھتے کہ ان میں استعداد وصلاحیت نہیں ہے۔ جس سے وہ تقرب الٰہی حاصل کرسکیں ——— پھر یہ اہل کتاب انبیاء کرام کے لئے ایک خاص زینہ ثابت کرنے لگے۔ جس کے ذریعہ یہ خطاب کے اہل ثابت ہوں۔ اوراس نظریئے کے جو مخالف ہوں ان کو جاہل کہتے تھے۔ حالانکہ تخصیص جہتہ قبلہ اور تخصیص انسان اس قربت کے ساتھ کرنا انتہائی جہالت وغباوۃ ہے اوراسی کی طرف خدا کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۱۱۸

اسی طرح وہ لوگ جو ان سے پہلے گزرے ہیں ان ہی جیسی باتیں کہا کرتے ہیں۔ ان سب کے دل کچھ ایک ہی طرح کے ہیں جو لوگ یقین کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کو تو ہم اپنی نشانیاں صاف طور پر دکھا چکے۔

پھر دعوت یہود میں تکلف کرنا اوراس میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا بسا اوقات ان کو ظلمات میں ڈال دیتا ہے اوراس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے "نبی" کو اس سے منع کردیا تاکہ اپنی امت میں دعایات یہود متمکن ہوجائیں اوراسی طرح خدا کے اس قول میں اشارہ ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۱۱۹

اے پیغمبر ہم نے تو تم کو حق لے کر بھیجا بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اور تم سے دوزخیوں کی کچھ بازپرس نہیں ہوگی

یعنی تم یہود اور معاندین کے متعلق سوال نہ کرو اور تمہارا کام تو لوگوں کی تسہیل وآسانی کے لئے ہے کہ لوگ حق کی اتباع کریں ——— اگر یہ اہل کتاب قرآن پر مجتمع ہوجائیں کہ یہ قرآن سے قریب تر ہوجائیں تو اقامت دین دوسری امتوں میں سہل اور آسان ہوجاتے۔ لیکن چونکہ یہ تو معاند اور مخالف ہیں۔ اس لئے یہ ممکن نہیں ہے اوراس قول خداوندی میں اسی طرف اشارہ ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ

اور تم سے نہ یہود راضی ہوں گے اور نہ نصاریٰ تاوقتیکہ تم ان کے مذہب کی اتباع نہ کریں ۔

یہ اس لئے کہ ان کو عناد اور بغض ہے ۔ اور عناد اور بغض کی وجہ سے اپنا دین باطل چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ حالانکہ اس کے بطلان کا علم ہے ۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط

اے پیغمبر! ان سے کہو کہ اللہ کی ہدایت وہی اصل ہدایت ہے ۔

یعنی اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ حق کی اتباع کرو اور یہ ان کو پہلے سمجھا دیا گیا تھا ۔ یہی ہدایت وہ ہدایت ہے جو انسانیت کے لئے مطلوب ہے ۔

لیکن اگر کوئی شخص کھڑا ہو جائے اور کہے اگرچہ تم سب کو لو مگر پھر بھی مری اتباع کرو تو یہ امر ایسا ہوگا اس پر انسانیت کبھی جمع نہیں ہوسکی ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم فرمایا ان لوگوں سے مقاطعہ کرلو چنانچہ خدا نے فرمایا ۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ؁۱۲۰ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ط اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ؁۱۲۱

اور اے پیغمبر! اگر تم اس کے بعد کہ تمھارے پاس علم یعنی قرآن آ چکا ہے ان کی خواہشوں پر چلے تو پھر تم کو بھی خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی دوست نہ کوئی مددگار ہے جن لوگوں کو ہم نے قرآن دیا ہے ۔ وہ اس کو پڑھتے رہتے ہیں جیسا کہ اس کو پڑھنے کا حق ہے ۔ وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں تو وہی لوگ گھاٹے میں ہیں ۔

اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا تھا جو توراۃ کو حق حق پڑھا کرتے تھے اور اس میں جو بشارت تھی کہ بنی اسمٰعیل میں سے ایک نبی آئے گا ۔ اس کو بھی پڑھا کرتا تھا ۔ تو جو شخص توراۃ کو تحقیق کی نظر سے پڑھے گا اور اس پر غور و تدبر کرے گا ۔ یا صحیفہ ابراہیمؑ کی طرف تحقیق کرے گا تو اسے یقین ہو جائے گا کہ بنی اسمٰعیل میں ایک ایسا نبی ہوگا جو حضرت موسیٰؑ جیسا ہوگا ۔ اور اسی بنا پر میں سر سید احمد خان کی تفضیلت و برتری کا قائل ہوں کہ انھوں نے اپنے خطبات احمدیہ میں اس بشارت کی وضاحت کی ۔

قولہ تعالیٰ

خدا کا فرمان !

أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ

وہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں ۔

یہ وہی لوگ ہیں جنھیں اہل کتاب کہا جاتا ہے ۔ لیکن وہ لوگ جو بنی اسمٰعیل میں سے ایک نبی آئے گا اسی بشارۃ سے کفراً انکار کرتا ہے تو گویا وہ پوری کتاب اور مفہوم کتاب کا انکار کر رہا ہے اور وہ اہل کتاب ہرگز نہیں ہے اور اسی کی طرف اس قول میں اشارہ کہا گیا ہے ۔

وَمَن يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ١٢١

اور جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں تو وہی لوگ گھاٹے میں ہیں ۔

اور اسی پر عنوان ثالث کی فصل ثانی ختم ہوئی والحمدللہ ۔

فصول ثانویہ کی فصل ثالث

فصول بنی اسرائیل ۔ اس میں یہ ارشاد ہے کہ جو خدا کی کتاب حق حق پڑھا کرتے ہیں وہ معاندین کے خلاف ان کی کتاب سے حجت پیش کریں

اس میں یہ ارشاد الٰہی ہے کہ جو لوگ کتاب کی حق حق تلاوت کرتے ہیں وہ لوگ معاندین کے خلاف انہی کی کتاب سے جو ان کے ہاتھوں میں ہے حجۃ قائم کریں اور یہ آیت (۱۲۲) ۔ (۱۵۹) تک ہے ۔

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ
الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ
عَلَى الْعَالَمِينَ ١٢٢ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا
تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا
يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ
وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ١٢٣

اے بنی اسرائیل ! ہمارے وہ احسانات یاد کرو،
جو تم پر ہم نے کئے ہیں اور یہ کہ ہم نے سارے جہان کے لوگوں
پر برتری دی اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی شخص کسی شخص
کے کچھ کام نہ آئیں گے اور اس کی طرف سے کوئی معاوضہ
قبول نہ کیا جائے گا اور نہ ہی کسی کی سفارش اس کو
فائدہ دے گی اور نہ لوگوں کو کسی کی طرف سے مدد پہنچے گی۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کے فضائل کا بیان ہے جو خدا اس کتاب کے ذریعہ ان پر کئے ہیں ۔

اور یہ صحیفہ ابراہیمؑ سے چھانٹ چھانٹ کر بیان کی گئی ہیں۔

خدا کا فرمان	قولہ تعالیٰ
اور اے پیغمبر! بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد دلاؤ جب ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور انھوں نے ان کو پورا کر دکھایا تو خدا نے رضامند ہو کے فرمایا ہم نے تم کو لوگوں کو امام بنانے والے ہیں۔ ابراہیم نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بے فرمایا ہاں مگر ہمارے اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو سرنافق ہوں گے۔	وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۱۲۴

حضرت ابراہیمؑ ملت صابیہ میں کھڑے ہوتے ہیں اور الہام و حکم ہوتا ہے ان کے خلاف اپنی حجتیں قائم کرو اور انھیں حکم ہوتا ہے کہ ہجرت کرو۔ اور ملت حنیفیہ کی تاسیس کرو اور گھر میں تاسیس کرو انھوں نے ہجرت کی اور ملت حنیفیہ کی تاسیس کی۔ ان کو اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کا حکم دیا انھوں نے امتثال امر کیا۔ ان کو حکم دیا گیا کہ اپنی اولاد کو اپنے سے دور کر دو تاکہ وہ امر خداوندی بجالائیں۔ تو انھوں نے یہ بھی کیا۔

حاصل یہ کہ انھوں نے اپنے پروردگار کے ہر حکم کو پورا کیا تاکہ ملت صابیہ پوری طرح لپست ہو جائے اور ملت حنیفیہ قائم ہو جائے چنانچہ فرماتا ہے

ان تمام کو انھوں نے پورا کیا	فَاَتَمَّهُنَّ

پھر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایتیں مروی ہیں جن میں سنن فطرۃ بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً قص الشوارب یعنی مونچھیں کاٹنا۔ بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور ایسے امور جو جسم انسانی کو پاک وصاف کرنے والے ہیں۔ بیان کئے گئے ہیں۔ مفسرین نے ان روایات کو اس آیت کے تحت بیان کیا ہے جس طالب علم سمجھتے ہیں۔ اس آیت سے مراد فقط یہی کلمات ہیں اور حال یہ کہ ان روایات کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چیزیں ان کلمات کا ایک نمونہ ہے۔

پس ظاہر بدن کی طہارت و پاکی مامور بنا اسی طرح طہارت عقل و قلب بھی مامور بہا ہے جو امور عقل و قلب ناپاک کرے مثلاً شرک وغیرہ تو اس سے عقل و قلب کو پاک وصاف کرنا ضروری ہے اور دین

وملت کی طہارت شرک اور تساہل وتعاون نہ کرنا اور امر خداوندی میں سستی نہ کرنا وغیرہ بھی مامور بہا ہیں حضرت ابراہیم نے ان تمام کلمات کو پورا کیا اسی طرح انھوں نے اپنی اولاد کی تربیت کی تاکہ وہ دین قائم کریں تو خدا نے فرمایا

فاتمھن — ان تمام امور کو انھوں نے پورا کیا۔

یہ تمام امور جن کا ہم نے ذکر کیا تمام اہل کتاب کے یہاں متفق علیہا ہیں اور انھیں اس پر کوئی فخر نہیں کرنا چاہیئے یہ مفاخر تو حضرت ابراہیم کے لئے ہیں اور اسی وجہ سے حضرت ابراہیم کو لوگوں کا امام گردانا اور اسی کی طرف خدا کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا — میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد ہر وہ شخص ان کا وارث ان کی امامت کا حقدار ہوگا جو ان کے طریقہ پر چلے گا اور جو اس طریقہ پر نہیں چلے گا وہ وارث حقدار ہی نہیں ہے۔ اسی طرف اس قول خداوندی میں اشارہ ہے۔

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ط قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ ۱۲۴

حضرت ابراہیم نے کہا میری اولاد میں سے، تو فرمایا میرا قرار سرکش لوگوں کے لئے نہیں ہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرکز امامت گردانا اور جو کچھ اس گھر کے بارے میں کہنا تھا آیت (۱۲۵) سے لے کر آیت (۱۲۹) تک میں کہا۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ط وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۱۲۵

اور اے پیغمبر! بنی اسرائیل کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور معبد اور امن کی جگہ ٹھہرایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ابراہیم کی جگہ کو نماز کی جگہ مقرر کرو۔ ابراہیم اور اسمٰعیل سے فرمایا کہ ہمارے اس گھر کو طواف کرنیوالوں کو اور مجاوروں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں یعنی نمازیوں کے لئے پاک وصاف رکھو،

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ

اے پیغمبر! ان کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب ابراہیم نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو امن کا

مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ
مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ
قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى
عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ١٢٦
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ
مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ١٢٧
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً
لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ
عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيْمُ ١٢٨ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ١٢٩
البقرہ

بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں ان کو پھل پھلاری کھانے کو دے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ اور روز آخرت کا منکر ہوگا اس کو بھی چند روز کے لئے ہم ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے دیں گے پھر آخر کار اس کو مجبور کر کے عذاب دوزخ میں لیجا داخل کریں گے۔ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ اور اے پیغمبر! بنی اسرائیل کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب ابراہیم اور اسمٰعیل دونوں خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو ہی دعا کا سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا بندہ فرمانبردار بنا اور ہماری نسل میں ایک گروہ پیدا کر۔ جو تیرا حکم دار ہو اور ہم کو ہماری عبادت کے طریقے بتا، ہمارے قصوروں سے درگذر کر بے شک تو ہی بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے اور اے ہمارے پروردگار ان کے والوں میں سے ان میں سے ایک رسول بھیج کہ ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب آسمانی اور عقل کی باتیں سکھائے اور ان کے نفوس کی اصلاح کرے بے شک تو ہی با اقتدار اور صاحب تدبیر ہے۔

یعنی یہ کہ "بیت اللہ" سب سے پہلا گھر ہے جو امامت حنیفیہ کے لئے بنایا گیا ہے لیکن یہ اس سے پہلے صابئہ کا معبد تھا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اگرچہ لوگ ان کے معابد کے وجود سے انکار کر رہے ہیں لوگ زمانہ سابق پر یہ لوگ فخر کیا کرتے تھے اور وہ حقائق واقعیہ امور موجودہ اور مشتبہ ہو گئے تھے غرض یہ کہ جو لوگ انکار کرتے ہیں تعصب کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔

اور اصل حقیقت یہ ہے کہ تقریباً تین سو ۳۰۰ برس قبل اسلام عمرو بن لحی کے ہاتھ سے گھر صابئہ کا قبضہ اور غلبہ ہوا لیکن اس سے قبل ابتداء سے لے کر عمرو بن لحی کے زمانے تک یہ گھر حنیفیہ کا مرکز رہا ہے۔

(جاری ہے)